

ابن باجہ کا نظریۃ الحان و لغات

ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی

ابن باجہ کا پورا نام ابو بکر محمد بن یحییٰ بن الصائغ ہے۔ (وفات ۵۲۳/۱۱۳۸ م) اندلس کے مشاہیر فلاسفہ میں سے تھے بلکہ حسب بیان ابن ابی الصبیحہ ابن رشد کے اساتذہ میں سے تھے۔ اپنے معاصرین میں بلا شک و شبہ فلسفہ ارسطو کے نہایت جلیل القدر شارح سمجھے جاتے تھے بلکہ یہ کہنا کسی طرح خلاف واقعہ نہیں کیونکہ انسانی فلسفے کی تفسیر و وضاحت کرنے والے عرب مفکرین کے تالذین میں سے تھے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ابن باجہ کی تالیفات نے ابن رشد کی تفسیری تالیفات کے لئے راہ ہموار کر دیا۔ ابن باجہ کے رسالہ اتصال العقل بالانسان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ مشہور معاصر فلسفی ابن طفیل کی فلسفیانہ کہانی تھی بن یقطان اور ابن رشد کے رسالہ فصل المقال فیما بین الحکمتہ والشرایعہ من الاتصال کا ماخذ کیا ہے۔ بہر کیف ابن باجہ کے فلسفیانہ نظریوں سے قطع نظر اس مقالے میں ابن باجہ کے نظریۃ الحان و لغات کی تشریح مقصود ہے۔

ابن باجہ کی ہدایات دستیاب ہیں وہ آکسفورڈ انگلستان کے مشہور و معروف کتب خانہ بوڈلین کے خطوط کی رہین منت ہیں جس کا نمبر ۲۰۹ اور اس کی کتابت ۴۳۳-۴۳۴ھ میں ہوئی تھی اور ۲۲۲ اور اوراق پر مشتمل ہے۔ جنگ عظیم ثانی کے آغاز تک ایک اہم قیمتی نسخہ برلن کے کتب خانے میں اہل وادڑ کی فہرست کے مطابق ۵۰۹۰ کے نمبر کے تحت موجود تھا مگر آغاز جنگ میں برلن کے نوادرات کے ساتھ کہیں دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا، اور یہ خطوط مشرقی جرمنی کے کسی خزانے میں ایسا مفقود ہوا کہ لوگوں کی دوسری سے باہر ہو گیا۔ بوڈلین کے خطوط کی اہمیت فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے دوگن ہو جاتی ہے، کیونکہ بعض رسائل صرف اسی میں پائے جاتے ہیں اور دوسرے میں ان کا سراغ نہیں ملتا۔ آکسفورڈ کے قیام کے

زمانے میں یعنی ۱۹۵۰-۱۹۵۲ء میں غیر شائع شدہ حصوں کی نقل ہمارے آیتا تھا انہی رسائل میں ایک چھوٹی سی تحریر ”فی الالہان“ کے عنوان سے پائی جاتی ہے جس کا ترجمہ بعد کے صفحات میں پیش کیا جائے گا۔
 ابن باجہ اپنے پیش مدعہ علم ثانی الفارابی کی طرح موسیقی میں مہارت رکھتا تھا اور اپنے الحان و نغمات کی وجہ سے اپنے دلت میں شہرت عام حاصل کر چکا تھا۔ خود نہایت حساس اور لطیف المزاج شاعر تھا۔ اس کے مرثع اور دوسرے نغمات بڑی پسندیدگی سے سنے جاتے تھے۔ بقول ابن سعید المقرئ (م سنہ ۴۳۱ھ) ابن باجہ کی کتاب الموسیقی مغربی ممالک میں ویسی ہی مشہور و معروف تھی جیسی الفارابی کی کتاب مشرقی ممالک میں ہر دلعزیز تھی۔ فارمر کا بیان ہے کہ باوجود ہر دلعزیزی اور شہرت کے ان کی کوئی تحریر دستیاب نہ ہو سکی۔

ابن باجہ کی تالیفات کا ایک تیمر مجموعہ اسکوریاں لائبریری میں رقم ۹۱۲ کے تحت محفوظ ہے مگر اس نسخے میں علم منطق کے رسائل و حواشی محفوظ ہیں اور طب و فلسفہ نیز تصوف کے رسائل اس میں شامل نہیں۔ غالباً فارمر کی مراد کتاب الموسیقی سے ہے ورنہ بوڈلین کے مخطوطہ کی ان کو خبر تھی۔ ممکن ہے کہ یہ تحریر جو آخری حصہ میں ”قولہ فی الالہان“ کے عنوان سے درج ہے فارمر کی نظر سے گزری ہو یا ممکن ہے کہ ابن باجہ کی شہرت کے پیش نظر یہ تحریر نہایت ناقص و غیر اہم سمجھی گئی ہو۔

اس میں شبہ نہیں کہ مؤرخین کے بیان کے مطابق ابن باجہ کی عظمت موسیقی میں بھی مسلم تھی اور اس لحاظ سے یہ تحریر واقعی بہت مختصر ہے البتہ مضمون کے لحاظ سے اس کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

فلاسفہ اسلام یعقوب الکندی، الفارابی، ابن سینا کی تصنیفات علم موسیقی میں تیسری چوٹی اور بعد کی صدیوں میں بھی متداول رہی ہیں اور اس کے علمی مظاہرہ کرنے والے موسیقار تو عہد خلافت کی ثقافت اسلامیہ کا نمایاں جز رہے ہیں جس کی شہادت میں اصفہانی کی کتاب الاغانی کا نام لینا کافی ہے۔

عرب فلسفیوں نے موسیقی کو ریاضیات کا حصہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ علم عدد پر مبنی ہے اور اسی مناسبت سے آواز کی کمی، زیادتی، شدت و رقت، ہماری ہن اور ہلکے پن میں بتدریج تغیر پیدا کیا جاتا ہے۔ اور موسیقی نیز آلاتی دونوں قسم کے نغموں میں یہ تغیر کار فرما ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب موسیقاروں نے دونوں قسم کی

دھنوں اور گھنوں میں عام طور پر تفصیلات نہیں بیان کی ہیں۔ کم از کم ابن باجر کے رسالہ میں ان کا ذکر نہیں آواز کی بلندی و پستی، لوح اور سانس کے طول و عرض وغیرہ کو صوتی نغموں میں بڑا دخل ہے آلاتی نغموں کا تغیر و تبدل انگلیوں کی حرکات مضارب سے ضرب لگانے کی کیفیات پر موقوف ہے یہ عمل موسیقی کی تفصیل ہوئی۔

فلاسفہ علمی یا نظری موسیقی کو پانچ اجزاء میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ ابتدائی اصول، کہ کیونکر اس علم کے ابتدائی اصول کا استعمال کیا جائے۔

۲۔ موسیقی کے اصول و قواعد، کہ کس طرح نغمے پیدا ہوں ان کے اعداد کیا ہوں کیسے ہوں اور ان کی قسمیں اور پھر ان کی آپس میں کیا نسبتیں ہیں۔

۳۔ اصول و قواعد و آلات موسیقی میں مطابقت کی تشریح ہونی چاہیے، کہ ان کی ترتیب کیا ہو؟ آلات کیسے بنائے جائیں وغیرہ۔

۴۔ طبیعی اوزان و الحان کی قسمیں۔

۵۔ الحان کی ترکیب اور ان کے طریقے۔

فارابی ان اجزاء کی تقسیم کے بعد بیان کرتا ہے کہ یہ مرکب نغمے کچھ تو پسندیدہ ہوتے ہیں کچھ نہایت ناپسندیدہ، پھر ان کو مناسب اشعار پر منطبق کرتے ہیں، اے، کے پیدا کرنے یا ظہور پذیر ہونے میں کو اکاب کی منازل، اور آب و ہوا اور فضائی تغیرات کا بڑا اثر ہوتا ہے، اس لئے مناسب موقعوں پر ان کے موافق نغمے اور الحان کا اظہار کرنا چاہیے، کہ موقع کی مناسبت سے فضا اور طرز ادا وغیرہ سب مؤثر رہیں۔

انیسویں صدی عیسوی سے آج تک مغربی سیاست کے غلبہ کے ساتھ مغربی ثقافت کی مقبولیت بتدریج بڑھتی گئی۔ اور اب یہ حال ہے کہ ثقافتی نقطہ نظر میں پوری طرح اندرونِ مروجہ زندگی کے ثقافتی آداب و رسوم میں مہبت بڑی حد تک، عالم اسلام اپنی اسلامی خصوصیات سے بیگانہ ہو چکا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ جو ممالک یورپ سے قریب تر ہیں یا تعلیم جدید سے زیادہ بہرہ ور ہیں ان میں یہ رنگ تیزاورد گہرا ہے اور جو ممالک جس قدر دور ہیں اتنا ہی اپنی مقامی اور علاقائی خصوصیتوں کیساتھ وابستگی کی وجہ سے مغربی ثقافت سے

دور اور نسبتاً کم ماثربین۔

موسیقی کا تعلق ثقافت سے ہے اس لئے اس فن میں بھی مسلمانوں کی خصوصیت تیزی کے ساتھ بدل چکی ہیں

اور مشرقی موسیقی سے عربی موسیقی بہت دور جا پڑی ہے اور آج مغربی تہذیب و ثقافت کے تاثر سے مغربی موسیقی سے اس قدر گھل مل گئی ہے کہ دونوں میں امتیاز بے حد مشکل ہے۔

ابن باجہ کے اس مختصر رسالے سے چند باتیں بسہولت اخذ کی جاسکتی ہیں :

۱۔ زمین سے متعلق ساری کائنات پر زمین کو گھیرے ہوئے آسمان یعنی نلک اور نلکی اجرام کا اثر بہت

گہرا ہے اور جس طرح کائنات کی حیات و ممات نیز نشو و نما میں یہ اثر نمایاں ہے اسی طرح انسان کے پیدا کر کے گانے نغمے اور الحان پر یہ اثر مرتب ہے جس کی تشریح اس رسالے میں جملہً مگر معقول طریقے پر کی گئی ہے۔

۲۔ دوسری بات جو سام طوط پر مسلم ہے وہ یہ ہے کہ بعض الحان سے سننے والا خوش ہوتا ہے اور بعض سے

غم کے احساس میں زیادتی ہوتی ہے اور سننے والا گریہ و زاری کرنے لگتا ہے۔

۳۔ الحان کی یہ خصوصیتیں آلات موسیقی سے سخت یا ہلکی آواز پیدا کرنے کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں۔

ابن باجہ نے ثقل و خفت کی مقدار میں تعین کی کوشش کی ہے اور یہ کوشش ظاہر ہے فن کی مہارت پر موقوف ہے۔

۴۔ ابن باجہ نے علم موسیقی کے اصول بیان کرنے میں انگلیوں کی حرکات اور زخمہ لگانے کے طریقوں کو

بھی بڑی اہمیت دی ہے، جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ علمی حیثیت سے اس رسالے کی اہمیت کا انکار

ممکن ہے کیا جائے مگر علم موسیقی کے تاریخی ادوار کی تفصیل بیان کرنے کے لئے اس کی جو قدر و قیمت ہے

اس سے اصحاب فن و تاریخ کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔

ترجمہ تحریر ابن ماجہ موسومہ فی اللہ الحان

ابن باجہ (اللہ ان سے راضی رہے) کا کلام لحنون کے بارے میں، اللہ رحمہ کرنے والے، بڑے مہربان

کے نام سے شروع کرتا ہوں، اور اللہ ہی سارے امور میں توفیق دینے والا ہے۔ جاننا چاہیے کہ مرکب

نغمے انشاد کی گردش کے دوران اور صحیح مخرجی کے مطابق عمل کرنے والی طبیعت کے نغموں کے ساتھ اختلاط

کی نسبتیں ہیں۔ اور جب اس تمثیل کا لوگوں نے تصدیق کیا، ان وہی نسبتوں سے تشبیہ دی، اور ان کی انسانی طبائع پر محمول کیا، تو ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنی مرکب طبیعتوں کی طرف متوجہ ہو اور عجیب مشابہت پیدا ہو جائے اور طبیعتیں موافق ہو جائیں، تونسف کو قیام حاصل ہوگا، اس کی روحانیت بلند ہوگی، امتداد پیدا ہوگا۔ اور سادگی ظاہر ہوگی۔ پھر نفس میں روحانی مادے سے وہ جذبات جاری ہوں گے، جو انسانیت پر نفس کو ابھاریں گے، یہی وجہ تھی کہ اہل نارس اپنی لذات کی تدبیر کا ارادہ کرتے ہیں، تو نفحات و غوثی آوازی کے ساتھ ایسے اشعار اخذ کرتے ہیں جو اصل غرض میں غور و خوف کرنے میں مدد و معاون ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ پسندیدہ رائے ان کی اطاعت کرتی ہے اور ان کا خوشنما مذہب صواب و درستگی کی موافقت کرتا ہے۔ چنانچہ عور پر کھیلنے والا اگر فن کا پکا اور سمجدار ہے اور چاہتا ہے کہ کسی صفاوی مزاج والے کو حرکت میں لائے اور نہایت مؤثر احساس پیدا کرے تو زیر کے چھڑنے پر اصرار کرتا ہے۔ کیونکہ زید اور صاحب صفا میں نفخت و لطافت کی مناسبت ہے، جو اس کو سرور میں لاتی ہے۔ اس طرح دموی مزاج والے کو حرکت میں لانا مقصود ہوتا ہے تو مثنیٰ پر ضرب لگاتا ہے کہ دونوں میں مناسبت ہے، چنانچہ اس آواز سے دموی المزاج میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور اس میں خوشی اور فرحت پیدا ہوتی ہے، مثنیٰ کا وزن زید کے وزن کا دوگنا ہوتا ہے۔ اور جب کسی بلغمی مزاج والے کو متحرک کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے مزاج کی مناسبت سے بم پر ضرب لگاتے پر اصرار کرتا ہے، جس سے حزن و غم کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ رونے لگتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے بم کا وزن مثنیٰ کے وزن کا دوگنا ہوتا ہے۔ اور جب کسی بلغمی مزاج والے کو متحرک کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے مزاج کی مناسبت سے بم پر ضرب لگاتے پر اصرار کرتا ہے جس سے حزن و غم کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ رونے لگتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے بم کا وزن مثنیٰ کے وزن کا دوگنا ہے۔

اس طرح اس کی طبیعت کی مناسبت سے مناسبت سے مثلث پر ضرب لگانا تار لگاتا ہے کہ دونوں کی طبیعت میں زمین کی طبیعت کی خاصیت ہے، دونوں میں شدت اور جسم کی کثافت پائی جاتی ہے اس سے سخت رعب طاری ہوتا ہے اور جہز و فزع کرتا ہے کیونکہ سودا، فزع کی اصل ہے اور اس سے فزع پیدا ہوتا ہے۔ اس کا (مثلث کا) وزن بم کے وزن کا دوگنا ہے اور مثنیٰ کے وزن کا

چوگنا اور زردیہ کا آٹھ گنا وزن ہے۔

ابن باجہ کہتے ہیں خلاصہ کلام ہر طبیعت اور مزاج والا اپنے طریقے پر اپنی اپنی طبیعت و مزاج کے انداز متاثر ہوتا ہے۔

یہ بھی فرماتے ہیں کہ ضرب لگانے والا اگر چاہتا ہے کہ نغموں کو حقیقی طور پر پوری طرح ادا کرے اور سانس اپنے انتہا کو پہنچے تو ضروری ہے کہ چاروں عناصر کا خیال رکھے۔ یہ عناصر سج، سیئہ، حلق، پیشانی اور سر ہیں، سینے کے مقابل میں ہم، حلق کے مقابل میں مثلث پیشانی کے مقابل میں مثنیٰ اور سر کی کھوپڑی کے مقابل میں زیرہ رکھے۔ کہ ان دونوں میں اور آواز میں مناسبت ہے، اور جب بھی آواز کو سر کی طرف اوپر لے جائے ضرب لگانے والے کا ہاتھ اپنی نظام ترتیب کے ساتھ اوتار (تاروں) میں نیچے آئے جن کو حکماء نے چاروں انگلیوں کی مناسبت سے مقرر کیا ہے، چنانچہ سبابہ (شہادت کی انگلی) کے لئے مثنیٰ اور پیرٹی انگلی (بنصر) کے لئے زیرہ ہے۔

یہ بھی فرماتے ہیں کہ ضرب لگانے والے کو چاہئے کہ بعض اوتار کو بعض کے ساتھ آواز پیدا کرنے (میری) میں مرکب کرنے یعنی ملانے سے پرہیز کرے کہ اس سے اوتار (تاروں) کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے اصول میں نساد برپا ہوتا ہے۔ یعنی زخمہ (مضارب) سے ان کو جھونے یا براہِ نگینختہ کرنے سے آواز میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

ابن باجہ کہتے ہیں کہ یہ قواعد و اصول ہیں کہ ضرب لگنے والا اگر ان کی رعایت کرے گا تو الحان و نغمات صحیح طریقے سے اعتدال کے ساتھ پیدا ہوں گے، اور وہ اپنے ہم جنوں پر فوقیت حاصل کرے گا اور اس کا ہر روز اس کے گزشتہ دن سے بہتر رہے گا۔

ومن كلامه رضى الله عنه فى الاعان

بسم الله الرحمن الرحيم

والله الموفق فى جميع الامور،

اعلم ان النغم التاليفية هى نسب اختلاط الافلاك ودورانها ونغم الطبيعة العاملة بالمجارى الصريحة ولما داموا تلك الحكاية فشبهوا تلك النسب الوهميه، وحملوها على الطبائع الانسانية، وجب لكل انسان ان يميل الى الطبائع المركبة فيه، فاذا وقع التشاكل وتوافقت الطباع قامت النفس فعلت وامتدت روحا نيته وانبسطت وجرى فيها من الماده الروحانية ما يبعثها على الانسية ولهذا كانت (الورقة ٢٢٢ و) الفرس اذا ارادت تدبير لذاتها ابتدت بالنغم والغنا با شعار تشارك الغرض الذى يخروضون فيه فيطاع لهم الرأى الجميل ويوافق الصواب مذهبهم الجميل، وذلك ان ضارب العود اذا كان حاذقا فطنا، واذا ان يعرك صاحب صفراء ويهيجه الخ بالضرب على الزير فانه المناسبة التى بينها فى الخفة واللطافة، يهيج له السرور، وكذلك اذا اراد ان يعرك صاحب الدم ويهيج سروره الخ بالضرب على المثني للمناسبة التى بينهما، فلذلك يهيج الدموى المزاج ويبعث له السرور والجذل ويتحرك الفرح ووزنه ضعف وزن الزير.

واذا اراد ان يعرك صاحب البلغم الى طبعه الخ بالضرب على البم للمناسبة التى بينهما لكون طبيعتهما فيهيج له الاحزان، ويشير له الغموم والبكاء والنياحة ووزنه ضعف وزن المثني،

وكذلك اذا اراد ان يعرك صاحب سوداء ويمثل به الى طبعه الخ

بالضرب على المثلث للمناسبة التي بينهما لكون طبيعتهما طبع الارض في
حماقتها وغلظ جسمها، فيحدث له رعب شديد، وجزع، لان السوراء
اصل الفزع فعنها يتولد، ووزنه ضعف وزن اليم، واربعه اضعاف
وزن المثني وثمانية اضعاف وزن الزير،

قال وبالجمله فنرى كل ما حب طبع يتحرك حينئذ في مذهبه على قدر طبعه
قال وينبغي للضارب اذا اراد ان يوفي النغم حقيقتها، ويبلغ بالانفاس نهاياتها
ان يلتفت الى المغارج^(١) الاربعه وهي الصدر والعلق والجبيهه والرأس فيجعل
بازاء الصدر اليم للمناسبة التي بينهما والصوت، ويجعل بازاء العلق
المثلث، ويجعل بازاء الجبيهه المثني، ويجعل بازاء قحف الرأس الزير
وكلما ارتفع الصوت الى الرأس نزلت يد الضارب في الاوتار على النظام و
الترتيب التي جعلت الحكماء للاصابع الاربعه فانها جعلت للسبابه اليم
والوسطى المثلث وللبنصر المثني وللخنصر الزير،

قال ويحذر الضارب ان يركب بعض الاوتار بعضها في المجرى فيولد
ذلك ضررا في الاوتار وفسادا في اصولها في مسأ^(٢) المضرب او حثها الضارب،
قال فهذه هي الاصول التي اذا راعاها الضارب مشيت احواله ونغماته على
السنن المستقيم والطريق القويم، وفاق ابناء جنسه وكان يومه خيرا من امسه
(ابن باجة)

(١) المخطوطة : ان

(ب) ايضا : فمقي